کمار ہے تھے۔ ان کی روزی کا یہی ذریعہ تھا۔ انھوں نے اس کا علاج کرنے کے لیے ساری تدبیریں آزمائیں لیکن سب بے کار ثابت ہوئیں۔ تب انھیں بابا کی شہرت کا علم ہوا اور وہ اس جانور سمیت بابا کے پاس آئے۔ انھوں نے اسے زنجیروں میں تھامے ہوئے نیچے اتارا اور بابا کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ شیر درد کی وجہ سے تڑپ رہا تھا۔ لوگ اس کی طرف ڈر اور حیرانی سے دیکھنے لگے۔ درویش اندر بابا کے پاس گئے اور انھیں سارا ماجرا کہہ سنایا جس کو سننے کے بعد بابا نے شیر کو اندر اپنے سامنے لانے کے لیے کہا۔ جیسے ہی شیر سیڑھی تک پہنچا وہ بابا کی چمک کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور اس نے اپنا سر نیچے جھکا دیا۔ جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو شیر نے سیڑھیاں چڑھ کر بابا کو محبت بھری نظروں سے دیکھا۔ اس نے اپنی دم تین بار زمین پر زور سے دے ماری اور اس کے بعد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ شیر کو مردہ دیکھ کر درویشوں کو پہلے تو بہت دکھ ہوا لیکن سنجیدہ خیالات کی وجہ سے پھر انھوں نے خود کو سنبھال لیا۔ انھوں نے سوچا کہ شیر تو بیمار تھا اور اپنے انجام سے قریب بھی اور یہ اس کے لیے نہایت ہی سعادت کی بات تھی کہ اس کا انتقال بابا کے قدموں میں اور ان کی موجودگی میں اپنے انجام کو پہنچا۔ جب جانور یا جاندار اپنے سروں کو سائی بابا کے قدموں پر جھکا کر جاتے ہیں تو وہ بچ جاتے ہیں اور جب تک ان کے کھاتے میں اچھائیوں کی اچھی خاصی تعداد موجود نہیں ہے وہ اس قدر پُر مسرت انجام کو نہیں پہنچ سکتے۔

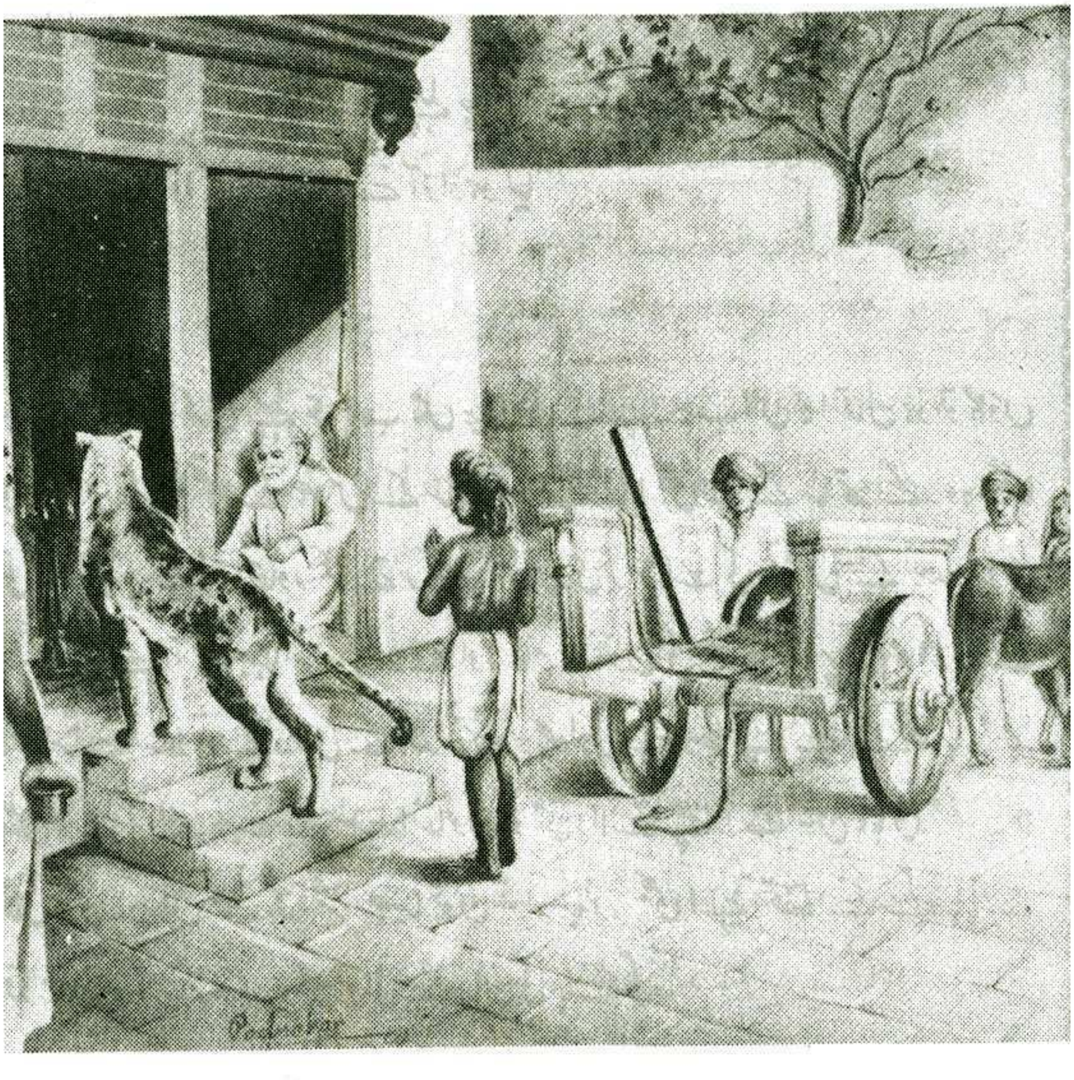

شیر اور بابا کا ملاپ جنم جنم سے۔ بابا نے شیر کو ہاتھ لگا کر آزاد کر دیا۔

۔چناں چہ انھیں بابا سے بے انتہا انس پیدا ہو گیا اور وہ مرتے دم تک وہاں رہے۔ جیسے جیسے اس کا انت قریب آگیا اس کو مقدس کتابیں پڑھ کر سنائی جاتی رہیں اور آخری وقت میں بابا کے قدموں سے نچڑا ہوا پانی لاکر اسے پلایا گیا۔ اس کی موت کی اطلاع پا کر بابا نے یوں کہا:-

"آہ تاتیا ہم سے پہلے چلا گیا۔ وہ دوبارہ جنم نہیں لے گا یعنی
وہ آواگمن کے چکر سے آزاد ہو گیا"

میگھا

میگھا کی کہانی پہلے ہی باب میں بیان کی گئی ہے۔ جب اس کا انتقال ہو تو گاؤں والے اس کی ارتھی کے جلوس کے ساتھ ہو لیے۔ بابا بھی ان کے ساتھ گئے۔ وہ میگھا کی ارتھی پر پھول نچھاور کرتے رہے۔ ضروری رسومات کی تکمیل کے بعد بابا کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے اور عام انسانوں کی طرح بابا پر غم و اندوہ کے احساسات مسلط ہو گئے۔ اس کے بعد نعش کو پھولوں سے ڈھانپ دینے کے بعد بابا مسجد میں لوٹ آئے۔ بہت سے سنت انسانوں کو مکتی دلاتے چلتے آئے لیکن بابا کی عظمت لا ثانی تھی۔ یہاں تک کہ شیر جیسا خون خوار جانور بھی اپنے تحفظ کے لیے بابا کے قدموں پر آن گرا۔ اب یہی کہانی نیچے بیان کی جائے گی۔

بابا نے شیر کو آزاد کیا

بابا کے سمادھی (یعنی انتقال) کے سات دن پہلے شرڈی میں ایک عجیب و غریب واقع ہوا۔ ایک بیل گاڑی کسی گاؤں سے آکر مسجد کے سامنے رکی۔ ایک شیر بیل گاڑی پر زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کا خوفناک چہرہ پچھلی طرف کو تھا۔ اسے درد یا کوئی شدید قسم کی تکلیف تھی۔ اس کے مالک تین درویش تھے جو اسے جگہ جگہ دکھا کر روپیہ

اور وہیں بابا کے قدموں میں پڑا رہا۔ بابا کی نصیحت اور احکامات پر عمل کرتے ہوئے۔ وہ ایک بڑا خوش نصیب انسان تھا۔ جس نے بالآخر بابا کی موجودگی میں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کیا۔

تاتیا صاحب نولکر

ہیماڈ پنت تاتیا صاحب نولکر کے بارے میں سوائے اس کے کچھ بھی نہیں بتاتا ہے کہ اس نے شرڈی میں ہی اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ اس کی تفصیلات سائی لیلا نام کے رسالے میں شائع ہوئیں۔ ان کا مختصراً بیان اس طرح ہے:

تاتیا صاحب 1909 عیسوی میں پنڈھر پور کے سب جج تھے۔ نانا صاحب چندور کر وہاں کے معاملہ دار تھے۔ دونوں کی اکثر ملاقات ہوتی اور وہ ایک دوسرے سے گفت و شنید کرتے۔ تاتیا صاحب سادھو سنتوں میں یقین نہیں رکھتے تھے، جب کہ نانا صاحب ان سے محبت کرتے۔ نانا صاحب اکثر انھیں سائی بابا کی لیلاؤں کے بارے میں بتاتے اور انھیں شرڈی جا کر بابا سے ملنے کے لیے کہتے۔ انھوں نے بالآخر دو شرطوں پر شرڈی جانا مان لیا۔ (1) یہ کہ انھیں ایک برہمن ضرور ملنا چاہیئے اور (2) یہ کہ انھیں بھینٹ چڑھانے کے لیے اچھے ناگپوری سنگترے ملنے چاہیں۔ خدا کی مرضی سے یہ دونوں شرطیں پوری ہو گئیں۔ ایک براہمن نانا صاحب کے پاس ملازمت کی غرض سے آیا اور انھوں نے اسے تاتیا صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اس طرح پھلوں کا ایک پارسل جس میں 100 بہترین سنگترے تھے تاتیا صاحب نے وصول کیا۔ بھیجنے والے کا کوئی پتا نہ تھا۔ دونوں شرطیں چونکہ پوری ہو گئی تھیں۔ اس لیے تاتیا صاحب کو اب شرڈی جانا ہی تھا۔ ابتداء میں تو بابا اس سے بہت ناراض ہوئے لیکن دھیرے دھیرے تاتیا صاحب کو ایسے تجربے حاصل ہوئے کہ انھیں تسلیم کرنا پڑا کہ بابا بھگوان کا دنیاوی یا جسمانی روپ تھے

نہ صرف انھیں دیکھا بلکہ ان سے دریافت بھی کیا کہ انھوں نے اسے وہاں کیوں بھیجا تھا۔ بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ شرڈی میں تمہارے من میں بہت سے خیالات و تصورات ابھرنے لگے تھے چناں چہ میں نے تمہیں وہاں اس لیے بھیجا کہ تم وہاں اپنے ڈانواڈول من کو سکون پہنچا سکو۔ تمہارا خیال یہ تھا کہ میں اپنے پانچ عناصر سے بنے اور ساڑھے تین ہاتھ لمبے جسم سمیت شرڈی میں ہوں اور اس سے باہر نہیں آسکتا لیکن اب تم دیکھو اور خود ہی فیصلہ کرو کہ جس شخص کو تم یہاں اپنے سامنے دیکھ رہے ہو، کیا وہی ہے جس کو تم نے شرڈی میں دیکھا تھا۔ اسی مقصد کے لیے میں نے تمہیں یہاں بھیجا تھا۔" چناں چہ مقررہ وقت گزرنے کے بعد مانکر وہاں سے اپنے وطن باندرہ روانہ ہو گیا۔ وہ ریل کے ذریعے پونا سے دادر تک کا سفر کرنا چاہتا تھا لیکن جب وہ ٹکٹ خریدنے کے لیے گیا تو اس نے دیکھا وہ ریل کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ وہ اپنے لیے جلد ہی ٹکٹ حاصل نہ کر سکا۔ اسی دوران ایک دیہاتی لنگوٹی پہنے اور کندھے پر کمبل رکھے ہوئے آیا۔ اس نے مانکر سے پوچھا:

"کہاں جا رہے ہو"؟

"دادر" مانکر نے جواب دیا۔ تب اس نے پھر کہا:

"مہربانی کر کے دادر کے لیے لیا ہوا میرا یہ ٹکٹ تم لے لو کیوں کہ کسی ضروری کام کی وجہ سے میں نے دادر جانے کا اپنا پروگرام منسوخ کر دیا"۔ مانکر ٹکٹ حاصل کر کے بہت خوش ہوا۔ وہ کرایہ ادا کرنے کے لیے جیب سے پیسے نکال ہی رہا تھا کہ دیہاتی بھیڑ میں غائب ہو گیا۔ مانکر نے اسے بھیڑ میں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس نے اس کا انتظار اس وقت تک کیا جب تک کہ ریل روانہ نہ ہو گئی لیکن اس کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔ یہ عرفان کا دوسرا تجربہ تھا جسے مانکر نے عجیب و غریب انداز میں حاصل کیا۔ اس کے بعد اپنے وطن کا دورہ کرنے کے بعد مانکر پھر شرڈی آ گیا

کی گود میں آخری سانس لیا۔ بابا نے لوگوں سے کہا کہ اس کی نعش کو چند وجوہات کی بنا پر ایک دن کے لیے محفوظ رکھا جائے۔ پولیس نے آکر اپنی کارروائی مکمل کرنے کے بعد نعش کی آخری رسومات ادا کرنے کی اجازت دے دی۔ ضروری رسومات ادا کرنے کے بعد مناسب جگہ پر دفن کر دیا گیا۔ اس طرح اُسے بابا نے سنیاسی کی مدد کر کے اسے نجات دلائی۔

بالارام مانکر

بالارام مانکر نامی بابا کا ایک بھگت صاحب خانہ تھا۔ جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو وہ مایوس ہو کر گھر کا سارا کام کاج اپنے بیٹے کے سپرد کرتے ہوئے گھربار چھوڑ کر شرڈی پہنچا اور وہاں بابا کے ساتھ رہنے لگا۔ اس کی بھگتی سے خوش ہو کر بابا نے اس کی زندگی کو نیا موڑ دینا چاہا اور یہ کام انھوں نے اس طرح کیا۔ انھوں نے اسے بارہ روپے دیے اور کہا کہ وہ مچھندر گڈھ (ضلع ستارا) کے مقام پر جا کر رہے۔ مانکر پہلے تو بابا کو چھوڑ کر وہاں جانے کے لیے تیار نہ ہوا لیکن بابا نے اسے یقین دلا دیا کہ وہ اسے ایک بہتر کام دے رہے ہیں۔ انھوں نے اسے گدی پر بیٹھ کر دن میں تین بار گیان دھیان کرنے کے لیے بھی کہا۔ بابا کے الفاظ پر یقین کرتے ہوئے مانکر مچھندر گڈھ چلا گیا۔ وہ وہاں کے خوبصورت نظارے، صاف شفاف پانی، صحت مند ہوا اور ارد گرد کا ماحول دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس نے بابا کے کہنے کے مطابق بڑی شدت و محنت سے دھیان لگانا شروع کیا۔ کچھ دنوں بعد اسے عرفان حاصل ہوا۔ عام طور پر بھگتوں کو عرفان یا تو سمادھی کی حالت میں حاصل ہوتا ہے یا پھر اس وقت جب وہ وجد کی حالت میں ہوتے ہیں لیکن مانکر کو یہ اس وقت حاصل ہوا جب وہ وجد کی حالت سے باہر نکل کر معمول کے حواس و شعور کی حدود میں داخل ہوا۔ بابا بہ نفس نفیس اس کے سامنے نمودار ہوئے۔ مانکر نے

بھی تھا لیکن وہ بابا کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جا سکتا تھا۔ چناں چہ وہ خط لے کر بابا کے پاس گیا اور ان سے گھر جانے کی اجازت چاہی۔ سب کچھ جاننے والا بابا جسے مستقبل میں ہونے والے واقعات کا بھی علم تھا اس سے یوں مخاطب ہوا:

"اگر تمہیں ماں سے اتنی محبت تھی تو تو نے سنیاس کیوں لیا۔ محبت یا لگاؤ سنیاسی کے لباس سے مناسبت نہیں رکھتا۔ جاؤ واڑا میں اپنی قیام گاہ پر کچھ دن صبر اور خاموشی سے بیٹھے رہو۔ وہاں بہت سے چور ہیں، اپنے دروازے اندر سے بند کر لو اور ہوشیار رہو۔ چور سب کچھ چرا کر لے جائیں گے۔ دولت اور خوشحالی تو آنی جانی چیزیں ہیں اور جسم پر زوال اور موت کا آنا لازمی ہے۔ یہ جانتے ہوئے اور اس اور دنیا کی سبھی اشیائے سے کنارہ کش ہو کر اپنے فرائض پورے کرو۔ جو یہ کام کرتا ہے اور خود کو ہری (خدا) کے قدموں کے سپرد کر دیتا ہے۔ اسے سارے دکھوں سارے مصائب سے نجات حاصل ہوتی ہے اور وہ مکتی حاصل کرتا ہے۔ جو شخص خدا کو یاد کرتا اور محبت پیار سے اس کے گیان میں مصروف رہتا ہے خدا اس کی مدد کے لیے دوڑا چلا آتا ہے۔ تم نے پچھلے جنموں میں اچھے کرم کیے ہیں۔ اسی لیے یہاں آئے ہو، اس لیے جو میں کہتا ہوں وہ کر کے اپنا مقصد حاصل کرو۔ خواہش کے چنگل سے آزاد ہو کر کل سے بھگوت گیتا کا جاپ شروع کرو۔ تین ہفتوں میں اس کو تین بار پورے شعور کے ساتھ پڑھ ڈالو۔ خدا تم سے خوش ہو کر تمہارے دکھوں کو ختم کر دے گا۔ تمہارا دھوکا ختم ہو جائے گا اور تمہیں شانتی ملے گی"

یہ جان کر کہ اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہونے والا ہے بابا نے اس کے لیے یہ مداوا تجویز کیا اور اسے "رام وجے" پڑھنے کی صلاح دی جس سے موت کا دیوتا خوش ہوتا ہے۔ دوسری صبح کو اشنان کرنے کے بعد اس نے لینڈی باغ کے ایک تنہا کونے میں بیٹھ کر بھاگوت کا پاٹھ کرنا شروع کیا۔ اس نے اسے دوبارہ پڑھ ڈالا۔ اس کے بعد اسے تھکان محسوس ہوئی۔ اس نے واڑا میں واپس آ کر دو دن تک قیام کیا اور تیسرے دن اس نے بابا

وجے آنند

ایک مدراسی سنیاسی جس کا نام وجے آنند تھا مانسرودور کی یاترا کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں بابا کی شہرت کے بارے میں سن کر وہ شرڈی میں رُکا۔ وہاں اس کی ملاقات ہردوار کے ایک سوامی سوم دیوجی سے ہوئی۔ ان سے اس نے مانسرودور کے سفر کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کیں۔ سوامی نے اسے بتایا کہ مانسرودور گنگوتری سے پانچ سو میل اوپر تھا نیز اس نے اسے ان سے مشکلات سے بھی آگاہ کیا جو اس سفر کا حصہ تھیں۔ یعنی بہت سی برف اور ہر 50 کوس کے بعد بولی کا بدلنا اور تبت کے لوگوں کی شکی فطرت جس کی وجہ سے وہ یاتریوں کو بہت سی تکالیف پہنچاتے ہیں۔ یہ سن کر سنیاسی مایوس ہو گیا اور اس نے یاترا کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ چناں چہ جب وہ بابا سے ملنے گیا اور اس نے ان کے سامنے سجدہ کیا تو بابا غصے میں آ کر اس سے یوں مخاطب ہوئے:

"اس فضول قسم کے سنیاسی کو یہاں سے نکال دو۔ یہاں اس کی صحبت سے کوئی فائدہ نہیں"۔ سنیاسی کو بابا کی فطرت کا کوئی علم نہیں تھا۔ اسے بڑی بے چینی محسوس ہوئی لیکن وہ وہاں بیٹھا رہا اور وہ سب کچھ دیکھتا رہا جو وہاں ہو رہا تھا۔ یہ صبح کا دربار تھا اور مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ طرح طرح سے بابا کی پوجا کی جا رہی تھی۔

کچھ لوگ اس کے پاؤں دھو رہے تھے کچھ اس کے پنجوں سے ٹپکنے والے پانی کو چلو میں لے کر پی رہے تھے کچھ اسے آنکھوں سے لگا رہے تھے۔ کچھ اس کے جسم کو صندل کا لیپ لگا رہے تھے اور کچھ دوسری خوشبوئیں اور سبھی ذات پات کے تفرقات کو فراموش کر کے یہ کام کرنے میں مصروف تھے۔ بابا گرچہ اس سے ناراض تھے لیکن اس کا دل بابا کی محبت سے بھر گیا تھا۔ چناں چہ اس نے وہاں سے چلے جانا پسند نہ کیا۔ وہ شرڈی میں دو دن تک رکا۔ پھر اس کو مدراس سے ایک خط ملا جس میں اسے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ اس کی والدہ بیمار ہے۔ اسے بہت مایوسی ہوئی اور وہ فوراً ماں تک پہنچنے کا خواہاں

چوبیسواں باب

باباکی موجودگی میں

[(۱) سنیاسی وجے آنند (۲) بالا رام منکر (۳) نولکر (٤) میگھا اور (٥) شیر کا انتقال۔]

اس باب میں ہیماڈ پنت باباکی موجودگی میں کچھ لوگوں اور ایک شیر کے انتقال کا بیان کرتا ہے۔

ابتدائیہ

مرتے وقت انسان کے دل میں جو خواہش ہوتی ہے اس کے مستقبل کا انحصار اس پر ہوتا ہے۔ بھگوان کرشن نے گیتا میں (VIII-5-6) کہا ہے کہ ”زندگی کے آخر لمحوں میں جو شخص مجھے یاد کرتا ہے وہ سیدھا میرے پاس آتا ہے اور جو اس کے بر عکس سوچتا ہے وہ اسی کی طرف جاتا ہے جو اس نے چاہا ہوتا ہے“۔ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ آخری لمحوں میں ہمیں اچھے خیالات ہی ذہن میں آئیں گے کیوں کہ ان لمحوں میں اکثر انسان کئی وجوہات کی بنا پر بہت خوفزدہ اور دہشت زدہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس مقصد کے لیے ہر حال میں انسان کے ذہن میں اچھے خیالات ہی پیدا ہوں۔ من کو لگاتار تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ اس لیے سبھی سنت اور پیر فقیر ہمیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہمیشہ خدا کے نام کا جاپ کرتے رہو، اس کے گن گاؤ تا کہ اس قت ہم بہک نہ جائیں جب آخری لمحہ نمودار ہویا جانے کا وقت آئے۔ جہاں تک بھگتوں کا تعلق ہے وہ خود کو کلیتا سنتوں کے سپرد کردیتے ہیں اس بات پر یقین کرتے ہوئے کہ آخری لمحوں میں وہ ان کی رہبری اور ہنمائی فرمائیں گے۔ ایسے ہی چند واقعات کا ذکر یہاں کیا جائے گا:-